

فضائلِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ

حضرت سیدنا

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

سیّدنا صدّیقِ اکبر کے فضائل و کمالات پڑھنا سننا ایمان کی رونق کو بڑھاتا ہے لیکن افسوس کہ شیعہ آپ کے کمالات و فضائل کے بجائے تَنقِیص (تخفیف) کے درپے رہتے ہیں۔ فقیر نے چاہا کہ آپ کے فضائل و کمالات کُتُبِ شیعہ سے لکھوں، ممکن ہے کسی کی قسمت بیدار ہو تو اگر کمالات و فضائل کا اعتراف نہ بھی کریں لیکن تَنقِیص (تخفیف) سے بچیں یہ بھی اُس کیلئے غنیمت ہے۔ کُتُبِ شیعہ سے پہلے اَہلسنّت کی کُتُب سے کمالات و فضائل عرض کرتا ہوں تا کہ اَہلسنّت کے قُلوب منوّر ہوں۔

فقط والسّلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفرِلَہ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۷ ربیع الآخرہ ۱۴۲۵ھ

اگرچہ اَہلسنّت کی کُتُب سے حوالوں کی ضرورت نہیں کیونکہ سنّی دل وجان سے صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر قربان ہے۔ لیکن

ذكره كالمسك اذا كررته يتضوع

ترجمہ: اُن کا ذکر مُشک وعَنبر کی طرح ہے۔ اُسے جتنی بار دہرایا جائے خوشبو مہکے گی۔

بِنابریں چند روایات عرض کرنا سعادت سمجھتا ہوں۔ یہ وہ روایات ہیں جن میں شانِ صدّیقیّت کا اِظہار ہوتا ہے لیکن اُن سے صرف فضیلت کا اِظہار مطلوب ہے۔ افضلیّت کا نہیں کیونکہ فضیلت (خود اچھا ہونے) اور افضلیت (دوسروں سے اچھا ہونے) میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ فضیلت میں ضَعیف حدیثیں بالاتفاق قبول ہوتی ہیں۔

☆ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) پیدا ہوئے اللہ نے جنّت پر تجلّی فرمائی اور فرمایا: مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم ہے اے جنّت تجھ میں وہی شخص داخل ہوگا جو اِس نو مَولود سے محبت رکھے گا۔[1] (نزہۃ المجالس ص ۱۹۳)

☆ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت میں سب سے اچھے حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں۔[2]

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدّیق مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور حضرت صدّیق دنیا و آخرت میں میرے رفیقِ خاص ہیں۔[3]

☆ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَصحاب میں سے ہر نبی کا مخصوص ساتھی ہوتا ہے، میرے مخصوص ساتھی ابو بکر ہیں۔[4] (رواہ الطبرانی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مَروی ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کیا وہ بَہشت (جنّت) کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ جو نمازی ہوگا وہ بابُ الصلوۃ سے داخل ہوگا اور مجاہد بابُ الجہاد سے داخل ہوگا۔ اور روزہ دار بابُ الریان سے داخل ہوگا۔ جو خیرات دے وہ بابُ الصدقہ سے داخل ہوگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: کوئی ایسا شخص ہوگا جو تمام سے داخل ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اُن میں سے ہوں گے۔[5] (رواہ الشیخان)

قاعدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اُمید کا اِظہار فرمائیں وہاں یقینی اَمر مراد ہوتا ہے۔

---

۱)(نزهة المجالس ومنتخب النفائس، مناقب أهل خلق الله على التحقيق، أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ 4، المطبعه الكاستلية مصر، عام النشر: ۱۲۸۳ھ)

۲)(تاريخ الخلفاء للسيوطي، الخلفاء الراشدون، الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، ص، مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة: الطبعة الأولى ھ)

۳)(الروض الأنيق في فضل الصديق، الحديث الرابع عشر، تاريخ النشر بالشاملة ذو الحجة)

۴)(المعجم الكبير للطبراني، بَابُ مَنْ رَوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، الحديث، دار النشر: مكتبة ابن تيمية القاهرة)

۵)(صحيح البخاري، كتاب الصوم، بَاب: الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ، الحديث، الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) — دمشق، الطبعة: الخامسة، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳م)

☆ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے میرے ساتھ احسان اور خدمت کی ہے میں نے سب کی مُکافات کی لیکن ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی مُکافات (یعنی) میں پوری نہ کر سکا۔"[6] (رواہ الترمذی)

☆رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جتنا مجھے ابو بکر کے مال سے نفع ہوا اتنا کسی کے مال سے نہیں ہوا۔[7] (رواہ الترمذی)

☆رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مسجد میں آمد و رفت (آنے جانے) کی تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے[8] کیونکہ میں اُس پر نور دیکھتا ہوں۔"

☆ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ "سرورِ عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو مخاطِب ہو کر فرمایا: وَصَاحِبِي فِي الغَارِ (تو میرا غار کا ساتھی ہے) أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الحَوْضِ (اور تو حوض کوثر پر بھی میرا رفیق ہوگا)۔[9] (رواہ التمذی)

☆حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: ہر امتی پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت واجب ہے۔[10]

☆رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں زیادہ مجھ پر عطا کُنندہ (احسان کرنے والا) صُحبت و مال میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں۔[11] (مشکوہ)

☆حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مَروی ہے کہ "ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھائی تو سلام پھیر کر پوچھنے لگے ابو بکر کہاں ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے میرے ساتھ اِس نماز کی پہلی رکعت پائی ہے۔ عرض کی میں آپ کے ساتھ پہلی صف میں تھا، مجھے طہارت میں شک گزرا اِس لئے وضو کیلئے مسجد سے باہر نکلا کہ غیب سے آواز آئی لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اُس آواز کے ساتھ ایک سونے کا برتن پانی کا بھرا ہوا میرے سامنے موجود تھا۔ پانی صاف اور نہایت شفّاف اور خوشبو دار تھا اُس پر رومال پڑا ہوا تھا، رومال پر لکھا ہوا تھا: لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق میں نے رومال اُٹھایا پانی سے وضو کیا اور اُسی نماز کی پہلی رکعت میں پھر شامل ہو گیا۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: میں پہلی رکعت کی قرآت سے فارغ ہوا تھا اور چاہا کہ رکوع میں جاؤں لیکن جُھک نہ سکا، یہاں تک کہ ابو بکر تو نے پہلی رکعت پالی اور وہ آواز دینے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔[12] (نزھۃ المجالس ج ا ص ۱۹۳)

☆ حضور ﷺ بیمار ہوئے اور مَرض زیادہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہو وہ نماز پڑھائیں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ رَقیق القلب (نرم دل والے) ہیں وہ آپ کی جگہ اپنے آپ کو دیکھیں گے تو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کو دوبارہ لوٹایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ اُن کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں، تم یوسف (علیہ السلام) کی صَواحِب (ہم نشینوں)

---

٦)(سنن الترمذي. أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ. بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. الحديث، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر. الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ ١٩٧٥م)

٧)(سنن الترمذي. أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ. بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. الحديث، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر. الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ ١٩٧٥م)

٨)(سنن الترمذي. أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ. بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. الحديث، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر. الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ ١٩٧٥م)

٩)(سنن الترمذي. أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ. بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. الحديث، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر. الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ ١٩٧٥م)

١٠)(فضائل الخلفاء الأربعة وغيرهم لأبي نعيم الأصبهاني. ذِكْرُ فَضِيلَةٍ أُخْرَى لِلصِّدِّيقِ، رضي الله عنه. لَمْ يُشْرِكْهُ فِيهَا أَحَدٌ. الحديث، دار البخاري للنشر والتوزيع. الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥)

١١)(مشكاة المصابيح. كتاب المناقب. بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. الحديث، المكتب الإسلامي بيروت. الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥)

١٢)(نزهة المجالس ومنتخب النفائس. مناقب أهل خلق الله على التحقيق. أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. المطبعه الكاستلية مصر. عام النشر: ١٢٨٣هـ)

میں سے ہو۔ تو اُنہوں نے نماز پڑھائی۔[13] اِبْنِ زمنہ کی حدیث میں ہے کہ "جس وقت حضور ﷺ نے دوبارہ حکم دیا تھا اُس وقت حضرت صدّیق رضی اللہ تعالی عنہ غائب تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ آگے بڑھے تا کہ نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نہیں نہیں سوائے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے باقیوں کیلئے اللہ تعالی اور مسلمانوں نے انکار کیا ہے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے نماز پڑھائی۔[14]

☆**بخاری شریف** میں ہے کہ سوموار (پیر) کے روز فجر کی نماز کی اِمامت حضرت صدّیق (رضی اللہ تعالی عنہ) فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے دیکھا حُجرہ سے نماز کے صُفوف (صفوں) کو۔ حضور ﷺ نے تبسُّم فرمایا۔ حضرت صدّیق رضی اللہ تعالی عنہ نے خیال فرمایا کہ شاید حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ تم نماز کو تمام (مکمل) کرو۔ پھر حُجرہ میں داخل ہو گئے۔[15]

☆حضرت اِبْنِ عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں سوائے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ: حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے سترہ (۱۷) نماز میں حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں پڑھائیں ہیں۔[16] ایک نماز حضور ﷺ نے صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے پڑھی۔

☆حضور نبی کریم ﷺ نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ "اللہ تعالی نے جُملہ (تمام) اَرواح میں سے حضرت ابو بکر کی روح مبارک کو چُن لیا، بَہشت (جنّت) سے اُن کا جسم بنایا پھر صدّیق کیلئے سفید موتی اور سونے چاندی سے محل تیار کیا۔ اُس کے بعد خدا تعالٰی نے قسم یاد فرمائی کہ ابو بکر کی کسی نیکی کو ضائع نہیں کیا جائے گا اور اُس سے کوئی باز پُرس (تفتیش) نہیں کی جائے گی اور میں ضامِن ہوں جیسے اللہ تعالی نے ضمانت دی کہ میرے مزار میں اور میری خاص دوستی میں اور میری اُمّت میں میرے بعد کوئی خلیفہ نہ ہو گا مگر ابو بکر صدّیق (رضی اللہ تعالی عنہ)۔ اُسی کی خلافت بلا فَصل کے جھنڈے کو میں نے عرشِ معلٰی پر گاڑ دیا۔" جبرائیل، میکائیل اور آسمان کے فرشتوں نے تابعداری کی۔ اللہ تعالٰی نے فرشتوں سے رضائے خلافتِ صدّیقی کا اعلان فرمایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اُسے قبول نہیں کریگا وہ میرا نہیں ہے اور نہ میں اُس کا ہوں۔[17] (الحدیث الخطیب بیس ۱۸۳)

میرے عزیز دوستو! خدا اور رسول کے حکموں کے آگے سر جُھکا کر غلط اور ناجائز اور مَن گھڑت فرضی باتوں سے پرہیز کرو اور حضور ﷺ کے ہر غلام سے محبت کرو۔ اِسی لئے حضرت طاووس نے فرمایا: ابو بکر و عمر کی محبت سنّت میں سے ہے۔[18]

---

۱۳)(صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب: الرجل يأتم بالإمام ويأتم الناس بالمأموم[illegible]، الحديث[illegible]، دار طوق النجاة، الطبعة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ)

۱۴)(سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في استخلاف أبي بكر رضي الله عنه[illegible]، الحديث[illegible]، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

۱۵)(صحيح البخاري، أبواب العمل في الصلاة، باب من رجع القهقرى في صلاته، أو تقدم بأمر ينزل به[illegible]، الحديث[illegible]، دار طوق النجاة، الطبعة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ)

۱۶)(مرقاة المفاتيح، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوقِ[illegible]، تحت الحديث[illegible]، دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م)

۱۷)(تاريخ بغداد، كتاب فضائل الصحابة، باب: قول النبي صلى الله عليه وسلم: (لو كنت متخذا خليلا)[illegible]، الحديث[illegible]، دار الغرب الإسلامي بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م)

۱۸)(محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب[illegible]، عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠هـ/٢٠٠٠م)

☆حضرت جُبَیرؓ بِن مُطعِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کسی چیز کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ پھر واپس آنا۔ تو اُس نے عرض کیا: اگر میں آؤں اور آپ تشریف فرمانہ ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس چلی آنا کیونکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔"[19]

☆حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑے ہوئے دیکھا، اچانک حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، آپ ﷺ نے مُصافحہ کیا (ہاتھ ملایا) اور مُعانقہ بھی کیا (گلے لگایا) اور اُن کے رُخِ پاک پر بوسہ بھی دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "یا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ نے بھی بوسہ اُن کو دیا ہے۔ مزید حضور ﷺ نے فرمایا کہ یا ابوالحسن صدّیق کا مرتبہ میرے نزدیک اِس طرح ہے جس طرح میرا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔"[20]

☆فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں تمہیں اُس آدمی سے مطلع نہ کروں جو سب سے زیادہ اچھا اور سب سے زیادہ افضل ہے اور اُس کی شفاعت نبیوں جیسی شفاعت ہے" یہاں تک حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئے۔ حضور ﷺ نے اُن کی تکریم فرمائی اور بوسہ دیا۔[21]

حضور سرورِ عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: اگر میں رب کے سوا کسی اور کو خلیل (دوست) بناتا تو ابو بکر کو بناتا"۔[22] (مشکوۃ شریف)

☆حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب میری گود میں حضور ﷺ کا سَرِ اَقدس تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کسی شخص کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی۔ میں نے عرض کیا کہ "حضرت ابو بکر کی کتنی نیکیاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں (حضرت) صدّیق رضی اللہ عنہا کی ایک نیکی کے برابر ہے"۔[23] (مشکوۃ)

☆حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد فرمایا۔"[24]

(ترمذی)

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام داخل ہوئے اور مجھے جنّت کا دروازہ دکھایا جس سے میری اُمّت داخل ہوگی۔ حضرت صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، میں اِس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم میری اُمّت میں سے پہلے شخص ہوگے جو داخل ہوگے۔"[25] (رواہ ابو داؤد، مشکوۃ،ص۵۴۹)

---

۱۹)(صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب: قول النبي صلى الله عليه وسلم: (لو كنت متخذا خليلا)، الحديث، الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) – دمشق، الطبعة: الخامسة، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳م)

۲۰)(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الأول: في مناقب خليفة رسول الله أبي بكر الصديق، الفصل الثاني عشر: في ذكر نبذ من فضائله، 185/1، دار الكتب العلمية)

۲۱)(نزهة المجالس ومنتخب النفائس، مناقب أهل خلق الله على التحقيق، أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، المطبعه الكاستلية مصر، عام النشر: ۱۲۸۳ھ)

۲۲)(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الحديث، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

۲۳)(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الحديث، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

۲۴)(سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الحديث، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵م)

۲۵)(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، بَاب مَنَاقِبِ أَبِي بكر، الحديث، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

☆حضور ﷺ نے حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق اِرشاد فرمایا کہ تو غار میں میرا مُصاحِب (ساتھی) رہا اور حوض کوثر پر بھی ساتھ رہے گا۔[26]

(ترمذی)

☆حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے نزدیک محبوب تھے اِس لئے وہ ہمارے سردار اور نیک ہیں۔[27]

(رواہ الترمذی)

☆حضرت اِبْنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین سے سب سے پہلے میں نکلوں گا، پھر ابو بکر پھر عمر پھر اہلِ بقیع کا حَشر میرے ساتھ ہو گا پھر اَہلِ مکّہ کا میں انتظار کرونگا حتی کہ دونوں حرمین کیساتھ حشر ہو گا۔[28] (رضی اللہ عنہم)

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نظر میں

تاریخ الصدّیق، ص ۸۳۰ میں تحریر ہے کہ "کسی نے ہر دو خلفائے اوّل کی نسبت پوچھا۔" آپ نے فرمایا کہ "رسولِ خدا ﷺ کی جناب میں ہر دو اَصحاب کا رتبہ وہی تھا جو اِس وقت بھی ہے۔"

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نظر میں

☆ایک شخص نے امام ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا چاندی کا قبضہ تلوار میں ڈالنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: جائز ہے، کیونکہ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے ڈالی تھی۔ اُس نے کہا کہ آپ اُن کو صدّیق فرمارہے ہیں؟ آپ غصّہ میں آگئے اور تین بار فرمایا کہ ہاں وہ صدّیق ہیں۔ ہاں وہ صدّیق ہیں۔ ہاں وہ صدّیق ہیں۔ جو شخص اُن کو صدّیق نہ کہے دین و دنیا میں خدا اُس کو سچا نہ کریگا۔[29]

☆حضرت عبد اللہ اِبْنِ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ ہم پر والی (سربراہ) ہوئے اِس شان سے کہ مخلوقِ الٰہی میں سب سے بہتر تھے۔ ہم پر زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ خوش۔[30] (حاکم)

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیّدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کی نظر میں

☆آپ نے فرمایا کہ "میں نے اَہلِ بیت میں سے نہیں دیکھا جو اُن ہر دو حضرت صدّیق و حضرت فاروق رضی اللہ عنہم سے محبت نہ رکھتا ہو۔" دوسری روایت میں ہے کہ "حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم ہر دو عادل امام تھے۔ ہم اُن کو دوست رکھتے ہیں۔"[31]

---

۲۶)(سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [illegible]، الحديث [illegible]، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵م)

۲۷)(سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [illegible]، الحديث [illegible]، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵م)

۲۸)(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [illegible]، الحديث [illegible]، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

۲۹)(كشف الغمة [illegible]، دار الاضواء بيروت لبنان)

۳۰)(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ذكر الروايات الصحيحة، عن الصحابة رضي الله عنهم بإجماعهم في مخاطبتهم إياه بيا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]، الحديث [illegible]، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۱ ۱۹۹۰)

۳۱)(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الخامس: فيما اء مختصًا بأبي بكر وعمر وعثمان، [illegible]، دار الكتب العلمية)

☆ آپ فرماتے ہیں کہ "میں نے اَہلِ بیت میں سے کسی کو ایسا نہ پایا جس کو اُن دونوں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے محبت نہ ہو۔"[۳۱]

خلافتِ صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو دنیا کے سارے دینداروں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلّہ بھاری رہے گا۔[۳۲]

☆ روایت میں ہے کہ "ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا۔" اُس ذکر کو سُن کر آپ رو پڑے اور کہا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اور ایک رات میں جو عمل کیا، کاش! اُس دن اور رات کے اَعمال کے برابر عمر (رضی اللہ عنہ) کی ساری زندگی کے اَعمال ہوتے۔[۳۳]

فائدہ: ایک دن ایک رات کے اَعمال سے مراد غارِ ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رِفاقت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اِرتداد کے زمانہ میں اَحکامِ اِلٰہی پر اِستقامت تھی۔ حضرت زُبیر بن عوّام کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے زیادہ مستحقِ خلافت حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو جانتے ہیں۔[۳۴] (حاکم)

خلافتِ صدّیق رضی اللہ عنہ:

شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خلافت غصَب کی گئی (چھین لی گئی) تھی اور سیّدنا حضرت صدّیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو غاصِب (قابض) ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہ شیعوں کا بُہتان ہے ورنہ اُن کی خلافت کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تسلیم کیا تھا تبھی تو دینی اُمور میں اُن کا ساتھ دیا۔ اگر اُنہیں اُن کی خلافت منظور نہ ہوتی تو شیرِ خدا ہو کر خاموش نہ رہتے اور سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر تو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے مُہر ثبت فرمائی کہ آپ صلی اللہ علی علیہ وسلم کی حَیاتِ مبارکہ میں حضرت صدّیقِ اکبر نے ستر ا(۱۷) دفعہ اِمامت فرمائی۔ حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کا اُمّت پر یہ بڑا احسان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِمام مُقرّر فرما کر غیر سیّد امام کا عُقدہ (مسئلہ) حل فرما دیا۔ ورنہ بغیر سیّد کے اِمامت کسی پر جائز نہ ہوتی۔ علاوہ اَزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پردہ نشینی (وفات) کے بعد ملک اور بیرونِ ملک میں اِرتِداد پھیل چکا تھا اور نبوّت کے دعویدار مندرجہ ذیل ہوئے۔ (۱) اسود یمنی یمن میں (۲) طلحہ بن خویلد بنی اسد میں (۳) مُسیلمہ یمامہ میں (۴) سجاح بِنتِ حارث عرب میں۔

چنانچہ بنی طے اور بنی اسد کی نبوّت پر اتّفاق بھی کر لیا تھا۔ تاریخ الصدّیق، ص ۳۸۰ میں تحریر ہے: "اِدھر مدینہ شریف میں منافقین نے انصار کو خلافت پر بر انگیختہ کیا۔ سعد بن عبیدہ کو جو کہ بنی خزرج کا سردار تھا انصار نے بیعت کے لئے نامزَد کر لیا۔ دوسری طرف یہود و نصاریٰ اسلام کے مخالف ہو رہے تھے۔

---

۳۲)(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الخامس: فيما اء مختصًا بأبي بكر وعمر وعثمان، ۸۱، دار الكتب العلمية)

۳۳)(شعب الإيمان، مقدمة، باب القول في زيادة الإيمان ونقصانه ۹۱، الحديث ۳۷، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰م)

۳۴)(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۸۳، الحديث ۳۴، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

۳۵)(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ رضي الله عنهما ۸۳، الحديث ۴۴، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۱ ۱۹۹۰)

دریں اَثناء (اُسی دوران) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجہیز و تکفین کی فکر کر رہے تھے کہ یہ خبر پہنچی کہ انصار ثقیفہ بنی سعدہ میں اِس غَرض سے جمع ہو رہے ہیں کہ کسی کو خلیفہ مُقرّر کر لیا جائے۔ اِس وجہ سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما وہاں پہنچے۔ اگر یہ وقت نہ پہنچتے تو مذکوہ بالا ہنگامے کے علاوہ مہاجر اور انصار میں تلوار چل جانے کا خطرہ موجود تھا۔ بنابریں اُمّت محمدیہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں عظیم تفرِقہ (انتشار) پیدا ہو جاتا، جس کی اصلاح غیر ممکن اور دُشوار ہوتی۔ صاحبین جب وہاں پہنچے تو سعد بن عُبیدہ خلافت کے متعلق تقریر کر کے تشریف فرما ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے لیکن حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر آپ بیٹھ گئے۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی اور خلافت کیلئے حضرت عمر اور حضرت عُبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کا اسم گرامی پیش کیا جس پر دونوں حضرات نے دفعتًہ یک زبان ہو کر ارشاد فرمایا: آپ ہم سے افضل ہیں اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رفیقِ یار بھی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی موجودگی میں اِمامَت کرائی۔ بایں وجہ ہمارے لئے یہ واجب نہیں کہ آپ کی موجودگی میں خلافت کے مُتَوَلّی (سرپرست) بنیں۔ دستِ مبارک کو دراز فرمائیں تاکہ ہم بیعت کر لیں۔

سب سے پہلے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ، بشیر بن سعد اور ابو عبیدہ پھر تمام صحابہ نے بالاتفاق بیعت کر لی۔ (تاریخ خلفائے راشدین، ص ۴۱۳)

بیعت علی بہ ابوبکر رضی اللہ عنہم:

حضرت علی نے بھی سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کر لی تھی صرف تاریخ میں اختلاف ہے تین اَقوال منقول ہیں:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی نے آکر اطلاع دی کہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالی عنہ خلافت کیلئے بیعت لے رہے ہیں۔ یہ سن کر کھڑے ہوئے صرف قمیص پہنتے ہوئے چلے گئے اور چادر تک نہ اُوڑھی۔ اِس لئے کہ کہیں بیعت میں تاخیر نہ ہو جائے۔ بیعت کر کے وہیں بیٹھ گئے۔ اُس کے بعد گھر سے کپڑے منگوائے۔ اُن کو زیبِ تن کر کے مجلسِ بیعت میں دیر تک تشریف فرما ہوئے۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کیوں کر لی؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات اچانک نہیں ہوئی ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیماری کے ایام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ روزانہ حاضر ہوا کرتے تھے اور نماز کی اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا کرتے تھے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس کام کیلئے مجھ کو منتخب نہیں فرمایا۔ اِس لئے کہ آپ میری حیثیت اور شان سے بھی واقف تھے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب وفات پا گئے تو لوگوں نے اپنی دنیا کیلئے اُس شخص کو منتخب فرمایا جس کو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں کے دین کیلئے پسند فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ یعنی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بیعت فرمالی۔[۳۶]

۳۔ ابو سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ خلافتِ قریش کے ایک چھوٹے سے قبیلے میں چلی گئی۔ اگر تم چاہو تو میں گھوڑوں اور آدمیوں سے شہر مدینہ کو بھر دوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی نہ نے فرمایا کہ "ابو سفیان! تم نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اب اسلام اور مسلمانوں کو اِس قسم کے اختلاف سے نقصان نہ پہنچاؤ۔ ہم ابو بکر صدّیق کو خلافت کا مستحق خیال کرتے ہیں۔"[۳۷]

---

۳۶) (الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الأول، الفصل الثالث عشر: في ذكر خلافته، وما يتعلق بها، دار الكتب العلمية)

۳۷) (كنز العمال، الباب الأول، كتاب الخلافة، في خلافة الخلفاء، الحديث، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة ه م)

فائدہ: مذکورہ بالا روایات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیعت کر لینا ثابت ہے۔ تو ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی عام بیعت کے وقت بیعت فرمائی تھی۔

وفات شریف:

۱۳ھ کو آپ رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا۔ چونکہ ہوا سرد تھی اِس لئے بخار ہو گیا۔ آپ بحالتِ بخار مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ مگر پندرہ (۱۵) دن کے بعد ہمّت نہ رہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اِمام مُقرّر فرمایا۔[۳۸] لوگوں نے اگر چہ طبیب (ڈاکٹر) کے متعلق عرض کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ "طبیب دیکھ چکا ہے۔" لوگوں نے پوچھا اُس نے کیا کہا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اُس نے کہا کہ فَعّالٌ لِمَا أُرِيد۔ اُس کا مطلب عوام کی سمجھ میں آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حالت جب نازک ہوئی تو خلافت کے متعلق گفتگو ہوئی تو آپ نے اکابر صحابہ کے مشورہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین مُقرّر فرمایا۔ مزید فرمایا کہ میں نے یہ انتخاب نیک نیّتی سے کیا ہے۔ کسی قرابت والوں کو اپنا جانشین مُقرّر نہیں کیا۔ چنانچہ لوگوں نے سمعنا و اطعنا کہہ کر خلیفۂ ثانی کو تسلیم کر لیا۔[۳۹]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ھدیہ عقیدت

جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ وہاں انصار اور مہاجرین کا ہُجوم تھا۔ آپ نے تقریر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے صدّیق (رضی اللہ عنہ)! تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلة السمع والبصر تھے۔ تم نے اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانا جب تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے۔ اِس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کا نام وحی میں صدّیق رکھا، فقال: { وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ }[۴۰] اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری وفات سے بڑھ کر مسلمانوں پر کبھی کوئی مصیبت نہیں پڑے گی۔[۴۱]

(الرياض الحضرة)

۲۲ جمادی الآخرہ کو اوّل عشاء و مغرب کے مابین پورے ۶۳ سال کی عمر میں ۲ برس ۳ ماہ اور ۱۱ دن تحتِ خلافت پر مُتَمکّن (براجمان) رہ کر واصل بحق ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ مزید روایت میں آیا کہ آپ کا سَر اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے برابر مدینہ طیبہ در روضہ اقدس ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ[۴۲]

فضائلِ صدّیق از قرآن مجید:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُو۟لَٰٓئِكَ رَفِيقًا (النساء: ۶۹)

---

۳۸) (تاريخ الإسلام، الْمُتَوَفَّوْنَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ عَلَى الْحُرُوفِ، أَبُو بَكْر الصِّدِّيق ۱۳ھ، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ۱۴۱۳ھ م)

۳۹) (الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الأول، الفصل الرابع عشر: في ذكر وفاته وما يتعلق بها، ۱/۸، دار الكتب العلمية)

۴۰) ترجمہ: سچائی لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور تصدیق کرنے والے آپ صدّیق رضی اللہ عنہ تھے۔)

۴۱) (الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الأول، الفصل الرابع عشر: في ذكر وفاته وما يتعلق بها، ۱/۸، دار الكتب العلمية)

۴۲) (الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الأول، الفصل الرابع عشر: في ذكر وفاته وما يتعلق بها، ۱/۸، دار الكتب العلمية)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدّیق اور شُہداء اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اللہ تعالی نے انبیاء کے بعد صدّیقین کا درجہ رکھا ہے پھر شُہداء کا پھر صالحین کا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل صدّیقین ہیں اور صدّیقین سے مراد یہاں اَفاضِل اَصحابِ رسول اللہ ﷺ ہیں جیسے حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ۔[43] (تفسیر خزائن العرفان، ص۱۵)

فیصلہ رسول اکرم ﷺ بزبان علی رضی اللہ عنہ:

☆ محمد بن حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے بعد سب سے زیادہ رتبہ والا کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ، پھر میں نے عرض کی کہ اُس کے بعد؟ فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور میں نے یہ خوف کیا کہ اُس کے بعد حضرت عثمان کا نام نہ کہہ دیں، پھر میں نے عرض کی کہ اُس کے بعد پھر آپ کا درجہ ہے تو فرمایا کہ میں مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں۔[44] (رواہ البخاری۔ مشکوۃ، ص ۵۵۵)

سبحان اللہ! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کیا خوب فیصلہ فرمایا ہے بے شک مطابقِ قرآن وحدیث کے یہ ارشاد فرمایا ہے: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ فرمان سن کر کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ اُس کے خلاف عقیدہ رکھے۔ جو حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرمان کو پَسِ پُشت ڈال کر اُس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں وہ اِس حدیث پر غور کریں۔

☆ حضرت عائشہ صدّیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ کسی قوم کو یہ لائق نہیں کہ جس قوم میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہوں اُن کی اِمامَت ابو بکر کا غیر کرے۔[45] (مشکوۃ شریف، ص ۵۵۵، رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

اقوالِ اسلاف رحمھم اللہ:

☆ حضرت علّامہ علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

ترجمہ: اِس میں دلیل ہے کہ حضور ﷺ کے بعد ابو بکر افضل ہیں اور آپ کی خلافت کے ابو بکر زیادہ لائق ہیں۔[46] (مرقات، ج۲، ص۹۶)

☆ یہی علّامہ علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں سترہ (۱۷) نمازیں پڑھائیں فلہٰذا خلافت کے بھی آپ زیادہ حقدار ہیں۔[47]

☆ امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔[48] (قسطلانی، شرح بخاری، ج۷، ص۱۱۹)

---

۴۳) (تفسیر کنز العرفان، النساء، ص، مکتبة المدينة الكراشي)

۴۴) (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الحديث، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵)

۴۵) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الحديث، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵م)

۴۶) (مرقاة المفاتيح، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، تحت الحديث، دار الفكر، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۲م)

۴۷) (مرقاة المفاتيح، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوقِ، تحت الحديث، دار الفكر، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۲م)

۴۸) (إرشاد الساري، كتاب تفسير القرآن، سورة بَرَاءَةَ، باب قَوْلِهِ: {ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا}، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة ھ)

☆امام نووی شارحِ **مسلم شریف**، جلد ۲، ص ۲۷۲ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: یعنی اَہلسنّت کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ہیں۔[۴۹] (رضی اللہ عنہم)

☆**تفهیماتِ الهیه، جلد ثانی، ص ۷۲ مصنفه شاه ولی الله صاحب محدث دہلوی رحمه الله:**

ترجمہ: یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی اُمّت میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔[۵۰]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مُحدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فضیلتِ شیخین پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: "**قرة العینین في تفضیل الشیخین**" اور دوسری "**ازالة الخفاء**" بھی قابلِ دید ہے۔

☆**مکتوبات امام ربانی، جلد اول، ص ۳۲۹** میں ہے:

اما فضیلت شیخین با جماع صحابه و تابعین ثابت شده است چنانچه نقل کرده اندازرا جماعت از اکابر آئمه یکی از ایشان امام شافعی است.

یعنی: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی فضیلت پر اِجماعِ صحابہ و تابعین ہے اور اکابر اُمّت کا اِس بات پر اتفاق ہے جس میں امام شافعی رحمۃ اللہ بھی شامل ہیں۔

☆**جواہر البحار، جلد اول، ص ۳۷۳، مطبوعه مصر** میں علّامہ یوسف نبہانی فرماتے ہیں:

ترجمہ: حضرت ابو بکر کی افضلیّت حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی پر ہے اور پھر حضرت عمر کی فضیلت حضرت عثمان اور حضرت علی پر ہے۔ اِس پر اجماعِ اَہلسنّت ہے اِس میں کوئی اختلاف نہیں اور اجماع یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)[۵۱]

طبقات الشافعیة الکبری الامر سبکی رحمه الله تعلی علیه، جلد چهارم، ص ۱۳۲، مطبوعه مصر میں ہے:

ترجمہ: تحقیق بعد رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ہیں۔[۵۲] (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

فضائلِ صدّیق رضی اللہ عنہ از کُتُب شیعه:

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب **احتجاج طبرسی، مطبوعه نجف اشرف، ص ۸۳** پر ہے:

---

۴۹)(المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة: الثانية)

۵۰)(تفهيمات الهيه ،الخلفاء الاربعة، 73/1، سلسلة مطبوعات المجلس العلمى، طبع فى مدينة برقه پريس بجنوب ه)

۵۱)(جواهر البحار في فضائل النبي المختار ،الخلفائ الاربعة، دار الكتب العلمية ،الطبع ء)

۵۲)(طبقات الشافعية الكبرى، معنى الْكَلِمَة الثَّانِيَة وَهِي شَهَادَة الرَّسُول صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، هجر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية ه)

معراج کی رات حضور ﷺ نے عرش پر کلمہ شریف کے بعد حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔[53]

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ اصل کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ ہے اور شیعوں نے اِس کلمہ کے بعد جو الفاظ تراشے ہیں وہ کلمہ میں داخل نہیں بلکہ اُن کی اپنی ایجاد ہے۔ جہاں بھی کلمہ شریف لکھا ہوا ہے صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ ہے اِس سے آگے علی ولی اللہ وغیرہ الفاظ کلمہ شریف میں داخل نہیں ہیں۔ صرف مَن گھڑت باتیں ہیں۔

چنانچہ حیوۃ القلوب، ج ۱، ص ۳۱، مطبوعہ طھران میں مُلّا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

وبسند معتبر از حضرت امام رضا متقواست کہ نقش تکمین انگشتر حضرت آدم (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) بود کہ با خود از بہشت آوردہ بود.

یعنی: سندِ مُعتبر کے ساتھ امام رضا سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام بہشت (جنّت) سے باہر آئے تو اُن کے پاس انگوٹھی تھی جس پر صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔

اِس روایتِ شیعہ سے بھی معلوم ہوا کہ کلمہ صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ ہے۔ اگر اِس سے کچھ زائد الفاظ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام کی انگوٹھی پر ضرور تحریر ہوتے، چونکہ زائد الفاظ نہیں لہٰذا یہی کلمہ شریف مکمل ہے۔

اِمامَتِ نماز:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں ابو بکر ہوں اُن کا امام ابو بکر کے سوا اور کوئی نہیں ہونا چاہیے۔[54] (ترمذی)

اور صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِمامت الصلوۃ کی روایات صرف ہماری کُتب میں نہیں بلکہ کُتُبِ شیعہ میں بھی ہیں۔

چنانچہ مَروی ہے کہ جب مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ابو بکر لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ اُس کے بعد اُنہوں نے دو دن نماز پڑھائی۔[55] (احتجاج طبرسی، ص ۶۰ وغزوات حیدری، ص ۲۴۷، ضمیمہ ترجمہ مقبول، ص ۴۱۵)

فائدہ: صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اِمامت نہ صرف ہم نے مانی ہے بلکہ ابو الائمہ کشف الغُمّہ سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی زندگی میں نمازیں اُن کے پیچھے پڑھیں۔

چنانچہ درۃ نجیبہ شرح نہج البلاغۃ، ص ۲۲۵ وغیرہ میں اِسی طرح ہے۔ الخرائج و الجرائح، ص ۲۳، مطبوعہ بمبئی اور احتجاج طبرسی، ص ۶۰، مطبوعہ نجف شریف میں ہے:

ترجمہ: پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد میں آکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

---

۵۳)(الإحتجاج (الطبرسي، أبو منصور)، الجزء ۱، الصفحة ۳، مطابع النعمان النجف الأشرف حسن الشيخ إبراهيم الكتبي سنة الطبع ۱۹۶۶ م)

۵۴)(سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الحديث ۳۶۷۳، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ هـ ۱۹۷۵م)

۵۵)(احتجاج طبرسی، ص ۶۰، مطبوعہ نجف)

حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مرضِ وصال میں صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِمامت کرتے ہیں، اِس سے اشارہ کہو یا تصریح (وضاحت) اِس سے صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا ثبوت ملتا ہے جس سے موجودہ دور کے غالی مُتعَصّب (شدت پسند) شیعوں کو انکار ہے لیکن متقدمین شیعہ کے اسلاف اُسے مانتے ہیں۔

تاریخ طبری میں ہے کہ **ترجمہ:** یعنی زمانۂ نبوّت میں حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین دن نماز پڑھائی۔[56]

حضرت عِکرمہ سے مَروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جس مرض میں وصال فرمایا اُسی مرض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جگہ کھڑے ہو کر تین دن مُتواتِر (مسلسل) نمازیں پڑھائیں۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود حضرت صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام الصلوۃ بنایا تو اِس سے واضح ہو گیا نبوّت کے بعد صدّیق کا مرتبہ ہے، وہی نبوّت کے بعد اِمامت صُغریٰ کا وارث ہے اور وہی اِمامتِ کُبریٰ (خلافت) کا۔[57]

فروع کافی، جلد دوم، ص ۴ میں ایک طویل حدیث مَروِیہ جناب صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ درج ہے جس میں صدقہ کے متعلق ذکر ہے کہ کل مال صدقہ نہیں کر دینا چاہیئے تاکہ خود ملوم و محسور نہ بن جائے۔ آگے لکھا ہے:

فهذه أحاديث رسول الله (صلى الله عليه وآله) يصدقها الكتاب والكتاب يصدقه أهله من المؤمنين وقال أبو بكر عند موته حيث قيل له: أوص فقال: أوصي بالخمس والخمس كثير فإن الله تعالى قد رضي بالخمس فأوصى بالخمس وقد جعل الله عز وجل له الثلث عند موته ولو علم أن الثلث خير له أوصى به، ثم من قد علمتم بعده في فضله وزهده سلمان وأبو ذر رضي الله عنهما فأما سلمان فكان إذا أخذ عطاءه رفع منه قوته لسنته حتى يحضر عطاؤه من قابل فقيل له: يا أبا عبد الله أنت في زهدك تصنع هذا وأنت لا تدري لعلك تموت اليوم أو غدا فكان جوابه أن قال: مالكم لا ترجون لي البقاء كما خفتم علي الفناء، أما علمتم يا جهلة أن النفس قد تلتاث على صاحبها إذا لم يكن لها من العيش ما يعتمد عليه فإذا هي أحرزت معيشتها اطمأنت، وأما أبو ذر فكانت له نويقات وشويهات يحلبها ويذبح منها إذا اشتهى أهله اللحم أو نزل به ضيف أو رأى بأهل الماء الذين هم معه خصاصة نحر لهم الجزور أو من الشياه على قدر ما يذهب عنهم بقرم اللحم فيقسمه بينهم ويأخذ هو كنصيب واحد منهم لا يتفضل عليهم، ومن أزهد من هؤلاء وقد قال فيهم رسول الله (صلى الله عليه وآله) ما قال[58]

ترجمہ: یہ اَحادِیث رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں جن کی تصدیق کتاب اللہ کرتی ہے اور کتاب اللہ کی تصدیق (اپنے عمل سے) مومنین کرتے ہیں۔ جو کتاب اللہ سمجھنے کے اَہل ہوں۔ ابو بکر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بوقتِ وفات جب اُن کو وصیّت کیلئے کہا گیا، فرمایا کہ میں پانچویں حصّہ مال کی وصیّت کرتا ہوں۔ چنانچہ پانچویں حصّہ کی وصیّت کی حالانکہ خدا نے تیسرے حصّہ کی اُسے اجازت دی ہوئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ تیسرے حصّہ کی وصیّت میں زیادہ ثواب ہے تو ایسا ہی کرتا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے درجہ پر فضل و زُہد میں تم سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے ہو۔ پس سلمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عطیہ دیتا۔ پورے سال کی خوراک ذخیرہ کر لیتا۔ حتیٰ کہ سالِ آئندہ کو پھر عطیہ حاصل ہو۔ لوگوں نے کہا آپ باوجود زُہد ہونے کے ایسا کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ آج ہی فوت ہو

---

٥٦)(تاريخ الأمم والملوك، ثم دخلت سنة إحدى عشرة، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى)

٥٧)(تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة إحدى عشرة، ذكر الأحداث التي كانت فيها، دار المعارف بمصر، الطبعة: الثانية هـ م)

٥٨)(الفروع من الكافي للكليني، المطبعة: حيدري الناشر: دار الكتب الإسلامية – طهران، الطبعة: الثالثة سنة الطبع ش)

جائیں؟ جواب دیا تمہیں میرے زندہ رہنے کی اُمید نہیں ہے؟ جیسا کہ میرے مر جانے کا اَندیشہ ہے۔ اے جاہلو! تمہیں معلوم ہے کہ نفس اپنے صاحب پر سرکشی کرتا ہے۔ جب تک کہ اُسے قصدِ معیشت نہ مل جائے۔ جس پر اُسے بھروسہ ہو اور جب وہ اپنی معیشت فراہم کرلے۔ مطمئن ہو جاتا ہے اور ابوذر کے پاس اونٹیاں اور بکریاں رہتی تھیں۔ جو دودھ دیتی تھیں اور جب اُن کے عَیال (گھر والوں) کو گوشت کی حاجت ہوتی یا کوئی مہمان آجاتا یا اپنے متعلقین کو بھوکا دیکھتے۔ اُن میں سے اونٹ یا بکری ذبح کر لیتے اور سب میں تقسیم کر دیتے اور اپنے لئے ایک آدمی کی خوراک رکھ لیتے جو دوسروں سے زائد نہ ہو۔ تم جانتے ہو کہ اُن تین مقدّس بزرگواروں سے بڑھ کر بڑا زاہد کون ہو سکتا ہے؟ حالانکہ اُن کی شان میں رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا جو کچھ کہ فرمایا۔

اِس حدیث سے حسبِ ذیل باتیں ظاہر ہوئیں:

☆ حضرت امام کے نزدیک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اُن مومنینِ کاملین میں سے تھے جو کتاب اللہ کے سمجھنے کی اَہلیّت رکھتے تھے اور اپنے عمل سے کتاب اللہ کے اَحکام کی تصدیق کرتے تھے۔

☆ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ فَضل وزُہد میں دوسرا درجہ رکھتے تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کا زُہد وفضل اُس سے اوّل درجہ (فائق) تھا۔

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اُن بَرگُزیدہ زاہدوں سے تھے جن کا ہم پلّہ کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا۔

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں آنحضرت ﷺ نے بہت سی اَحادِیث بیان کی ہوئی تھیں۔

سوال شیعہ: ممکن ہے کہ من ازھد من ھؤلاء کا اشارہ صرف سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف ہو اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اُن میں شمار نہ ہوں۔

جواب: اگر مُعترِض عقل کا اندھا نہیں ہے تو ابتداءِ حدیث میں الفاظ: الکتاب یصدقه اهله من المؤمنین کے بعد پہلے ذکر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہونا اور پھر سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق امام رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا: ثم من علمتم بعده في فضله و زهده جس کا مفہوم صاف یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فضل وزُہد کے دوسرے درجہ پر سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ھولاء کا مُشار اِلیہ صرف دو کو سمجھنا حد درجہ کی حَماقت (جہالت) ہے۔ ھولاء کے مُشار اِلیہ بلاشبہ ہر سہ (تینوں) بزرگوار ہیں اور حدیث میں اِس بات کی تَصریح (وضاحت) موجود ہے کہ زُہد و فضل میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کا سب سے اوّل ہے۔

فائدہ: شیعہ اپنی مُستند کتابوں میں اَصحابِ ثلاثہ کے زُہد و تقوی کی نسبت ایسی شہادتِ ائمہ اَہلِ بیت رضی اللہ عنہم پڑھ کر بھی اُن کی بد گوئی سے باز نہیں آتے۔

ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة .

دوم: علّامہ طبرسی کتاب مجمع البیان میں تحریر کرتا ہے کہ آیت وسيجنبها الأتقى ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے روایت یوں ہے:

عن اِبْنِ الزبير قال أن الآية نزلت في أبي بكر لأنه اشترى المماليك الذين أسلموا مثل بلال وعامر بن فهيرة وغيرهما وأعتقهم[59]

---

[59] (تفسير مجمع البيان، سورة الليل، المعنى، الحديث ، مصدر الكتاب: المجمع العالمي لأهل البيت، المصدر: الشاملة الذهبية)

ترجمہ: اِبنِ زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت شان ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نازل ہوئی ہے۔ اُنہوں نے غلاموں کو جو اسلام لائے اپنے مال سے خرید لیا۔ جیسا کہ بلال رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرو رضی اللہ عنہ اور اُن کو آزاد کیا۔ اب جس کی خدمات اسلام میں یہ ہوں کہ بلال رضی اللہ عنہ جیسے عاشق ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفّار کے ہاتھ سے اپنامال خرچ کر کے نجات دلائے اور آزاد کر دے اور اللہ تعالیٰ اُس کے نہ صرف مُتّقی بلکہ جنّتی ہونے کی شہادت دے۔ اُس شخص کی شان والا میں گستاخی کرنا کتنی جسارت (ہمت) ہے۔ خدا روافِض کو ہدایت کرے۔

سوم: کتاب احتجاج ،ص ۲۰۲ میں حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی حدیث درج ہے۔ آپ نے فرمایا:

لست بمنكر فضل ابي بكر و لست بمنكر فضل عمر و لكن ابا بكر افضل[۲۰]

ترجمہ: میں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل کا منکر نہیں ہوں البتہ ابو بکر رضی اللہ عنہ فضیلت میں برتر ہیں۔

پھر جس شخص کو حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ افضل سمجھتے ہوں۔ اُن کی فضیلت سے انکار کرنا حد درجہ کی شَقاوت (بد بختی) ہے۔

چہارم: کتاب مجالس المومنین ،مجلس سوم ، ص ۸۹ میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں صحابہ کی مجلس میں بیٹھ کر ہمیشہ یوں فرمایا کرتے تھے: ما سبقكم أبو بكر بصوم ولا صلاة، ولكن بشيء وقر في قلبه

ترجمہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تم سے زیادہ نماز و روزہ ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی بلکہ اُس کے صدق وَصفا قلبی کی وجہ سے اُس کی عزّت و وقار بڑھا ہے۔

پنجم: شیعہ کی بڑی مُعتبر کتاب کشف الغمه، مطبوع ایران، ص ۲۲۰ میں یہ روایت درج ہے:

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تلوار کو چاندی سے مُرَصَّع (آراستہ) کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جائز ہے۔ کیونکہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو مُرَصَّع (آراستہ) کیا ہے۔ راوی کہنے لگا آپ اُس کو صدّیق کہتے ہیں؟ امام غضبناک ہو کر اپنے مقام سے اُٹھے اور کہنے لگے: بہت اچھا صدّیق، بہت اچھا صدّیق، بہت اچھا صدّیق۔ جو اُس کو صدّیق نہ کہے، خدا اُس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔

ششم: کتاب ناسخ التواریخ جو شیعہ کی مُستند کتاب ہے۔ اُس کی جلد ۲، ص ۵۶۳ میں ہے:

ترجمہ: اور زید بن حارثہ کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے۔ اُن کا نام عبد اللہ اور لقب تحقیق اور کُنیت ابو بکر ہے اور بیٹے ابو قحافہ کے ہیں جن کا نام عثمان ہے، اُن کا نسب یوں ہے: عثمان بن عَمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوئی۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم النساب (نسب نامہ جاننے کا علم) خوب جانتے تھے اور اُن کا نسب بھی محفوظ تھا اور بعض قریشیوں سے اُن کی نہایت محبت تھی۔ چند اَشخاص کو اُنہوں نے خُفیہ طور پر دعوتِ اسلام دی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر اسلام پیش کیا۔ سب سے پہلے جو ترغیبِ ابو بکر سے مسلمان ہوئے۔ عثمان بن عفّان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوئی تھے۔ دوسرے شخص زُبیر بن عوام بن خُویلد بن عبد العُزّیٰ بن قصی تھے۔ یہ زبیر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے، تیسرے شخص عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف اِبنِ عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی تھے اور چوتھے سعد بن ابی وقاص کا نام مالک تھا۔ وہ بیٹے اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن مرہ بن کعب بن لوئی ہیں اور پانچویں طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب لوئی ہیں۔ یہ سب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے تھے اور اُنہی کی راہنمائی سے یہ سب اسلام لائے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد عُبیدہ اسلام لائے۔ اِس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے پایہ کے شخص تھے اور بَرگزیدہ

---

۲۰) (الإحتجاج (الطبرسي، أبو منصور) ج۲، مطابع النعمان النجف الأشرف حسن الشيخ إبراهيم الكتبي سنة الطبع م)

خاندانِ قریش سے تھے۔ پہلے ہی سے اُن کا نام (عبد اللہ) میں توحید کی جھلک موجود تھی۔ عِلم اَنساب کی خاص مَہارت رکھتے تھے اور محفوظ النسب تھے اُن کا لقب بھی عَتیق (نجیب) تھا۔ قریش میں بڑے ذی رُسوخ (باا ثر) تھے۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو خاص مدد حاصل ہوئی۔ چنانچہ اُن کے طُفیل بڑے بڑے اکابرِ قوم قریش اسلام میں داخل ہوئے۔ کیاایسا شخص جو اسلام لاتے ہی اِشاعتِ اسلام میں مصروف ہو گیااور اپنے اَثرِ خاص سے اکابرِ قوم کو حلقہ بگوشِ اسلام (اسلام عقیدت مند) کیااور اپنی زندگی خدمتِ اسلام میں بَسر کی۔ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیم وتربیتِ کامل کے بعد پھر منافق ہو سکتا ہے!

كبرت كلمة تخرج من أفواههم۔

ہفتم: تفسیر مجمع البیان طبرسی (شیعہ کی معتبر تفسیر ہے) تفسیر آیت: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (الزمر: ۳۳)

(ترجمہ: اور جو شخص آیاساتھ صِدق کے اور جس نے تصدیق کی اُس کی، وہی لوگ مُتّقون ہیں۔) کی تفسیر میں لکھاہے:

قيل: الذي جاء بالصدق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وصدق به أبو بكر[61]

ترجمہ: جو شخص آیاساتھ صِدق کے وہ رسولِ خداہیں اور جس نے تصدیق کی اُن کی اُس سے مراد ابو بکر ہیں۔

ہشتم: تم کتاب معرفة اخبار الرجال مصنفه شیخ جلیل ابو عمر ومحمد بن عمر بن عبدالعزیز رجال کشی مطبوعه بمبئی، ص۳۰ میں یہ حدیث بروایتِ بریدہ اسلمی درج ہے:

ترجمہ: ابو داؤد کہتے ہیں بریدہ اَسلمی نے مجھے بتایا کہ میں نے رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے سنا فرمایا: بَہِشت (جنّت) تین شخص کا مُشتاق (خواہشمند) ہے۔ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تو صدّیق ہے تو دوسرا دو کا ہے جو غار میں تھے۔ (کاش! میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھتا کہ وہ تین کون ہیں؟)

نہم: احتجاج طبرسی میں بروایتِ امیر المؤمنین یہ حدیث درج ہے:

إذ كنا معه على جبل حراء إذ تحرك الجبل فقال له: "قر فإنه ليس عليك إلا نبي أو صديق شهيد"[62]

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہم پیغمبر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جبلِ حِرا پر تھے کہ پہاڑ نے جُنبِش (حرکت) کی تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر ایک نبی دوسرا صدّیق تیسرا شہید بیٹھے ہیں۔

فائدہ: کیااِن روایات کو پڑھ کر بھی اگر شیعہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدیقیّت میں کچھ شک وشبہ باقی رہے گا لیکن ضِد کا کیاعلاج؟

دھم: نہج البلاغہ میں جو شیعوں کی مُستند کتاب ہے جس میں جناب امیر علیہ السلام کے خُطبات اور اَقوال درج ہیں لکھاہے:

ترجمہ: خدا فلاں (ابو بکر) پر رحمت کرے۔ کجی کو سیدھا کیا۔ بیماری (جہالت) کا علاج کیا۔ سنّتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو قائم کیا بدعت کو پیچھے ڈالا۔ دنیا سے پاک دامن اور کم عیب ہو کر گزر گیا۔ خوبی کو پالیااور شر وفَساد سے پہلے چلا گیا۔ خدا کی بندگی کا حق ادا کیااور تقویٰ جیسے کہ چاہئے اختیار کیا۔ فوت ہو گیااور لوگوں کو پیچ در پیچ (الجھے ہوئے) راستوں میں چھوڑ گیا کہ گمراہ کو راستہ نہیں ملتااور راہ پانے والا یقین نہیں کرتا۔

شارحینِ نہج البلاغة نے لفظِ فلاں سے ابو بکر یا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مراد لیاہے۔[63]

---

٦١) مجمع البيان في تفسير القرآن ۸/۴۹۸، مؤسسة الأعلمي للمطبوعات بيروت لبنان، الطبعة: الأولى سنة الطبع ۱۴۱۵ م)

٦٢) (الإحتجاج (الطبرسي، أبو منصور) ۱/۱۱۵، مطابع النعمان النجف الأشرف حسن الشيخ إبراهيم الكتبي سنة الطبع ۱۳۸۶ م)

٦٣) (شارح البلاغت علّامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے لفظ فلاں سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی ہے چنانچہ لکھاہے: وأقول: عادةُ أبي بكر أشبَهُ مَن أرادَ عمر)

دیکھو اِس خطبہ میں علی المرتضی رضی اللہ عنہ صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی کیسی تعریف فرماتے ہیں اور اَخیر (آخر) میں کہتے ہیں کہ ہمارا عہدِ خلافت ایسا پُر شور (ہنگامہ خیز) ہے کہ ہدایت یافتہ بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔

یازدہم: تزویجِ فاطمہ (نکاحِ فاطمہ) رضی اللہ عنہا کی تحریک ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی۔ جلاء العیون اردو، ج ا ص ۱۱۸ میں ہے:

روایت کی ہے کہ ایک دن ابو بکر و عمر و سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالی عنہم) مسجدِ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آ بیٹھے۔ آپس میں مُزاوَجَت (نکاح) جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کر رہے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اشرف قُریش نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری (نکاح کی پیشکش) حضرت سے کی اور حضرت نے اُن کو جواب دیا کہ اُن کا اختیار پروردگار کو ہے اور حضرت علی بن ابی طالب نے اِس بارے میں حضرت سے کچھ نہیں کہا اور نہ کسی نے اُن کی طرف سے کہا اور ہمیں گمان یہی ہے کہ سوائے تنگدستی کے اور اُنہیں کچھ منافع نہیں اور جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بیشک علی رضی اللہ عنہ کیلئے رکھا ہے پس ابو بکر، عمر اور سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہم) نے کہا: اُٹھو! علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلیں اور اُن سے کہیں کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خواستگاری (نکاح کی پیشکش) کریں۔ اگر تنگدستی اُنہیں مانع ہے تو ہم اِس بات میں اُن کی مدد کریں گے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: بہت درست ہے۔ یہ کہہ کر اُٹھے اور جناب امیر کے گھر گئے۔ جب جناب امیر کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے فرمایا: کس لئے آئے ہو؟ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے ابو الحسن! کوئی فضیلت فضیلت ہائے نیک (نیکیوں کے مراتب) سے نہیں ہے مگر یہ کہ تم اور (دوسرے) لوگوں پر اِس فضیلت میں سابق (مقدم) ہو۔ تمہارے اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو روابط بہ سبب یگانگت و مُصاحبتِ دائمی و نُصرت و یاری اور جو رَوابطِ معنوی (روحانی رشتہ) ہیں، وہ معلوم ہیں۔ جَمیع (تمام) قریش نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خواستگاری کی مگر حضرت نے قبول نہ کی اور جواب دیا کہ اِس کا اختیار پروردگار کو ہے۔ پس تم کو کیا چیز فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خواستگاری سے مانع (رکاوٹ) ہے؟ ہم کو گمان یہ ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو تمہارے واسطے رکھا ہے۔ باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے۔ امیر علیہ السلام نے ابو بکر سے جب سنا آنسو چشم ہائے مبارک (آنکھوں) سے جاری ہوئے اور فرمایا: میرا غم اور اَندوہ (اداسی) تم نے تازہ کیا اور جو آرزو میرے دل میں پنہاں (پوشیدہ) تھی اُس کو تم نے تیز کر دیا۔ کون ایسا ہو گا جو فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کی خواستگاری نہ چاہتا ہو لیکن بہ سببِ تنگدستی اِس امر کے اِظہار سے شرم آتی ہے۔ پس اُن لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خواستگاری کریں۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنا اُونٹ کھولا اور لا کر باندھا۔ الخ

اِس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو کس قدر خیر خواہی امیر علیہ السلام کی مَطلوب تھی کہ اِس مبارک رشتۂ تزویج فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی تحریک کی اور ہر طرح سے اُس معاملہ میں جناب امیر علیہ السلام کی اِمداد پر آمادگی ظاہر کی۔ پہلے جناب امیر علیہ السلام نے اپنی مُفلسی کا عذر کیا مگر اُن مردانِ خدا نے اُن کو ڈھارس بندھوائی (حوصلہ افزائی کی) اور معاملہ انجام بخیر ہوا۔ کیا دشمن بھی کسی کی ایسی خیر خواہی کیا کرتے ہیں؟ اگر شیعہ غور کریں تو اِس مبارک رشتہ (تزویج فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا سہرا ابھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سر بندھتا ہے جنھوں نے اِس سلسلہ کی تحریک کی۔

دوازدہم: جہیزِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ابتدائی تحریک ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہیں کی بلکہ آخری رُسومِ خریدِ جہیز (جہیز کی خریداری) وغیرہ بھی ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ ہی کے ہاتھ سے انجام پذیر ہوئیں۔

چنانچہ جلاء العیون اردو، ص ۱۲۳ پر مذکور ہے:

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: یا علی (رضی اللہ عنہ)! اُٹھو اور اپنی زِرہ بیچ ڈالو، پس میں گیا اور زرہ فروخت کر کے اُسکی قیمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اور دِرہم حضرت کے دامن میں رکھ دیئے حضرت نے مجھ سے پوچھا کتنے درہم ہیں؟ اور میں نے کچھ نہ کہا۔ پس اُن میں سے ایک مٹھی درہم لیا اور بلال (رضی اللہ تعالی عنہ) کو بلا کر دیا اور فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کیلئے عِطر و خوشبو لے آ۔ پس اُن درہم میں دو مُٹھیاں لیکر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیں اور فرمایا: بازار میں جا کر کپڑا وغیرہ جو کچھ اَثاث البَیت (خانگی سامان) درکار ہے لے آ۔ پس عمار بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ اور ایک

جماعتِ صحابہ کو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بھیجا اور سب بازار میں پہنچے۔ پس اُن میں سے ہر ایک شخص جو چیز لیتا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے خرید تا اور دکھالیتا تھا۔ بس ایک پیراہن (لباس) سات درہم کو اور ایک مقنعہ (سر ڈھانپنے کی چادر) چار درہم کو اور ایک چادر سیاہ خیبری و کرسی کہ دونوں پاٹ اُسکے لیفِ خُرما (کھجور کی پتیوں) سے جُڑے تھے اور دو توشک جامہ ہائے مصری (مصری کپڑوں والی چادر یا بستر)، کہ ایک لیف فرما ہے اور دوسری کو پشم گوسپند (بھیڑ کے اون) سے بھرا تھا اور چادر کے پوست طائف کے اُن کو گیا اذخر (خوشبودار گھاس) سے بھرا تھا اور ایک پردہ پشم اور بوریا اور چکی اور بار یہ مستی اور ایک ظرف پوست پانی پینے کا اور کاسئہ چوبیں (لکڑی کا پیالہ) دودھ کیلئے اور ایک مشک (مشکیزہ) پانی کیلئے اور ایک آفتابہ قیر اندود اور ایک سبوئی سبز اور کوزہ ہائے سفالین خرید کئے جب سب اسباب خرید چکے۔ بعض اشیاء ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور سب اصحاب نے بھی اسبابِ مذکورہ اٹھایا اور حضرت رسول ﷺ کی خدمت میں لائے۔ حضرت ہر ایک چیز کو دستِ مبارک میں اٹھا کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے تھے، خداوند میرے اہلِ بیت پر مبارک کر۔[۲۴]

اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دوستی کے علاوہ حضرت رسولِ پاک ﷺ کو بھی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اِس قدر بھروسہ واعتماد تھا کہ جہیزِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خرید پر بھی وہی مامور ہوئے اور سب اَسباب اُن کے مشورہ سے خریدا گیا۔ کیا دشمنوں کو بھی ایسے مبارک اہم کام کیلئے منتخب کیا جاتا ہے؟

سیزدہم: صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے آخری باتیں:

جلاء العیون اردو، ص ۷۷ میں لکھا ہے: ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت مرض حضرت رسول کریم ﷺ پر سنگین ہوا اُس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: یا حضرت! آپ کس وقت انتقال کریں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا: میری اَجل (موت) حاضر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا بازگشت (یعنی واپسی) کہاں ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا: جانب سدرۃ المنتہیٰ و جنّتُ الماویٰ، ورفیقِ اعلیٰ و عیش گزار اور جُرعہائے شراب (شراب کے گھونٹ) قُربِ حق تعالیٰ میری بازگشت (واپسی) ہے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ کو غسل کون دے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا: جو میرے اہلِ بیت سے ہے، مجھ سے بہت قریب ہے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کس چیز میں آپ کو کفن کرینگے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا: اُنہیں کپڑوں میں جو پہنے ہوں یا جامہ ہائے یمنی و مصری میں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کس طرح آپ پر نماز پڑھیں؟ اُس وقت جوش و خروش اور غُلْغُلہ آوازِ مَردُم (لوگوں کی آواز کا شور) بلند ہوا اور درودیوار کانپنے لگے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: صبر کرو، خدا تم لوگوں سے عفو (درگزر کرے) کرے۔ (انتھی)

اب شیعہ سے پوچھا جاتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ معاذ اللہ عجیب منافق تھے کہ آخر وقت میں بھی حضور ﷺ کی راز کی باتیں اور وصیتیں اُسی کو سناتے رہے۔ آخری وقت تو انسان تمام دُنیوی علائق (تعلقات) سے آزاد ہو کر صرف متوجہ الی اللہ ہو جاتا ہے اور اُس وقت وہی بھلا معلوم ہوتا ہے جو مُقرب الی اللہ (اللہ کے قریب) ہو۔ پاک لوگ آخری دَم (سانس) میں کبھی بھی ناپاک لوگوں کو پاس پھٹکنے نہیں دیتے۔ غرض حضور ﷺ کو اپنے مُحِبّ صادق ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے اِس درجہ محبت و پیار تھا کہ بوقتِ نزع (جان کنی کے وقت) بھی اُسی کو شرفِ ہم کلامی بخشا۔ (خوشا حال ابو بکر رضی اللہ عنہ)

چہاردہم: شیعہ کی متعدّد کُتُب میں شیخین رضی اللہ عنہما کی نسبت حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی یہ حدیث موجود ہے:

كانا إمامين قاسطين عادلين، كانا على الحق وماتا عليه، فرحمة الله عليهما يوم القيامة[۲۵]

نہج البلاغہ کی شرح کبیر از کمال الدین اِبْنِ میثم بحرانی جو ۱۷۷ میں تصنیف ہوئی میں ہے کہ

---

۲۴) (جلاء العیون ۸۱، زندگانی فاطمۃ الزہریٰ۔ ایران)

۲۵) (بحار الأنوار ۲۶، مؤسسۃ الوفاء)

كان أفضلهم كما زعمت في الاسلام وأنصحهم لله ولرسوله الخليفة الصديق وخليفة الخليفة الفاروق[٦٦]

سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے تاثرات:

☆ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد اِس اُمّت میں سب سے بہتر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما ہیں۔

☆ میں نے حضرت علی ﷺ سے سنا، وہ قسم کھا کر فرماتے کہ اللہ تعالی نے ابو بکر کا نام صدّیق آسمان سے اُتارا ہے۔[٦٧] (دار قطنی)

☆ منزال بِن سیرہ نے کہا کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا: اُن کا نام تو اللہ تعالی نے نبی کی زبان سے صدّیق رکھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب (خلیفہ) ہیں۔

صدّیق وعلی رضی اللہ تعالی عنہما آپس میں شِیر و شَکر (یکجان):

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدّیق اور سیّدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہم دونوں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے حُجرہ مبارک کی طرف آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو بکر آپ آگے بڑھ کر حُجرہ کا دروازہ کھٹکائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ آگے بڑھئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص کے آگے ہو جاؤں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے شخص پر سورج نہیں چمکا جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہے۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں ایسے مرد سے آگے بڑھ جاؤں، آپ کے متعلق میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ میں نے عورتوں سے بہتر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا، مردوں میں سے بہتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: تو میں ایسے شخص کے آگے بڑھ جاؤں، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا سینہ دیکھنا ہو تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کا سینہ دیکھ لو۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں جس کی نسبت میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرمایا کہ جو چاہے آدم علیہ السلام کی زیارت کرے، حُسنِ یوسف علیہ السلام دیکھے، نمازِ موسیٰ علیہ السلام معلوم کرے، تقویٰ عیسیٰ علیہ السلام جانے مطلق محمد ﷺ دیکھئے وہ علی کو دیکھ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ قیامت کے دن مُنادِی (ندا) ہو گی، اے ابو بکر تو اور تیرے دوست رکھنے والے جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بولے میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سنا خیبر کے دن کھجور اور دودھ کا ہدیہ دے کر آپ کی طرف بھیجا اور فرمایا یہ تحفہ طالب کا مطلوب کی طرف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص کے آگے بڑھوں جس کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر تو میری آنکھ ہے۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس کی نسبت فرمایا: قیامت کو مُنادِی (ندا) ہو گی: یا محمد ﷺ! دنیا میں تیرا باپ بھی بہتر تھا یعنی ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور تیرا بھائی بھی بہتر یعنی علی المرتضی رضی اللہ عنہ۔ علی المرتضی رضی اللہ عنہ۔ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں، جس کی بابت میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، کہ فرمایا: قیامت کے دن رضوانِ جنّت یعنی مالکِ جنّت اور خازنِ دوزخ جنّت و دوزخ کی کنجیاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیں گے کہ اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) جسے چاہے جنّت بھیج دیں، جس کو چاہے دوزخ میں۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں، جس کی نسبت میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں تجھے اور علی، فاطمہ، حسن و حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو محبوب رکھتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں جس کی نسبت میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرمایا: ابو بکر کا

---

٦٦)(بحار الأنوار ٨٣، مؤسسةالوفاء)

٦٧)(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الأول: في مناقب خليفة رسول الله أبي بكر الصديق، الفصل الثاني: في ذكر اسمه ٨١، دار الكتب العلمية)

ایمان وزن کیا جائے تو سب اہلِ زمین کے ایمان سے بڑھ جائے۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں، جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرمایا کہ علی کی سواری قیامت کو آئے گی، لوگ پوچھیں گے یہ کس کی سواری ہے؟ ندا ہو گی، یہ اللہ کا حبیب علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے کیسے بڑھوں جس کی نسبت میں نے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ قیامت کو آٹھوں دروازے جنّت کے پکاریں گے کہ اے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری راہ سے جنّت میں داخل ہو۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرمایا کہ قیامت میں میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے محل کے درمیان علی (رضی اللہ عنہ) کا محل ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسے مرد کے آگے کیوں بڑھوں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرمایا عرش وکُرسی مَلاءِ اَعلیٰ (عالم ارواح) کے فرشتے ہر روز ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو ایک نظر دیکھتے ہیں۔ حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ (الدھر: ۸)

ترجمہ: اس کی محبت میں فقیروں کو طعام دیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسے مرد کے آگے بڑھوں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ (الزمر: ۳۳) (وہ جو صدق سے آیا اور دوسرے نے اُس کی تصدیق کی)۔

پس حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں نازل ہوئے اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ پر اللہ تعالیٰ سلام کہتا ہے اور یہ کہا کہ اِس وقت ساتوں آسمانوں کے فرشتے دوپیاروں کو دیکھ رہے ہیں، اُن کی پیاری باتیں سن کر باہمی پیار وادب پر قربان ہو رہے ہیں، اُن کی طرف تشریف لے جاؤ اور اُن کے ثالث (منصف) بنو، اُن پر اللہ کی رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اُن کے حُسنِ ادب اور حُسنِ جواب پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے پھول برس رہے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، دونوں کو کھڑے پایا، جبرائیل علیہ السلام سے سن ہی لیا تھا، دونوں کی پیشانی کو چوم لیا، فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر سمندر سیاہی ہو جائیں، درخت قلمیں ہو جائیں، زمین و آسمان والے لکھنے بیٹھیں تو تم دونوں کے اَوصاف نہ لکھ سکیں گے۔[68] (نور الابصار میں ۵)

☆ایک روز حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تبسّم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی، تو صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے علی! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پل صراط سے کوئی نہ گزر سکے گا جب تک علی پروانہ نہ دیں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو بکر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پروانہ اُس شخص کیلئے لکھا جائے گا جو ابو بکر سے محبت کرے گا۔[69] (ریاض النضرہ)

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ساقیٔ کوثر ہوں، جس کے دل میں صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہو گی ایک قطرہ پانی حوضِ کوثر کا اُسے ہر گز نہ دوں گا۔[70] (ناصر الابرار فی مناقب اَہلِ بیت الاطہار)

---

۶۸)(نور الأبصار في مناقب آل بيت النبي المختار، الباب الأول في سيرته صلي الله عليه وسلم وخلفائه الأربعة، ص۵۵، کتابخانہ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی)

۶۹)(الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الأول: في مناقب خليفة رسول الله أبي بكر الصديق، الفصل الثاني عشر: في ذكر نبذ من فضائله ۸۱، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية)

۷۰)(ناصر الأبرار في مناقب أهل بيت الأطهار، ص۱۵، مطبع منشي نول كشور ۱۲۹۸ء)

وصالِ صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر خطبہ مولا علی رضی اللہ عنہ:

سیّدنا صدّیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو تلقینِ صبر کے سلسلے میں ایک طویل و بلیغ خطبہ آپ کے اَوصافِ حمیدہ کے متعلق ارشاد فرمایا، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

آپ کا ایمان خالص اور یقین سب سے زیادہ مضبوط اور مُستحکم تھا، اللہ تعالی سے آپ سب سے زیادہ ڈرا کرتے تھے اور آپ نے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دین کو نفع پہنچایا، خدمت نبوی ﷺ میں سب سے حاضر رہنے والے، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کیلئے شفیق اور بابرکت، رِفاقت میں سب سے زیادہ بہتر، فضائل میں سب سے آگے، درجہ میں بلند، سیرت، ہیئت، مہربانی اور فضل میں رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مُشابہ، قدر و منزلت میں سب سے بلند، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی جانب سے جزائے خیر دے، آپ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک منزلہ اُن کی سَمع و بَصر تھے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اُس وقت سچا جانا جب سب اُنہیں جھوٹا کہتے تھے، اِس لئے آپ کا نام صدّیق ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف میں فرمایا:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ (الزمر: ۳۳) **یعنی:** وہ جو سچ لایا اور جس نے اُس کی تصدیق کی۔

سچ لانے والے جناب رسولِ خدا ﷺ تھے اور اُس کی تصدیق کرنے والے جناب صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ۔ جس وقت کہ دوسرے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کیساتھ تنگ دِلی کا برتاؤ کیا اُس وقت آپ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ غمخواری کی، آپ دو میں سے ایک تھے اور غار میں رفیق، اُس وقت اللہ تعالی نے آپ پر اپنی سَکونت نازل فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب لوگ مُرتد ہو گئے اور آپ کے ساتھی سستی کرنے لگے اور آپ کو کہنے لگے کہ مُرتدین کی تالیفِ قُلوب کرنی چاہئے اور اُن سے نَرمی کا برتاؤ مناسب ہے تو اُس وقت آپ نے اُمّت محمدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ایسی حفاظت اور نگہبانی کی جو کسی نبی کے خلیفہ نے پیشتر ازیں (اس سے قبل) نہیں کی تھی، اُس وقت آپ نے دشمنوں کی کثرت اور اپنی کمزوری کا خیال نہیں کیا، بلکہ اِحیائے دین (دین کے فروغ) کیلئے دلیرانہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اگرچہ آپکے خلیفہ ہونے کے وقت باغی لوگ غیظ و غضب میں تھے، کفّار کو رنج تھا اور حاسدوں کو آپ کے خلیفہ ہو جانے کے باعث کراہت ہو رہی تھی تب بھی آپ بلانزاع و تفرقہ (امن و سکون کے ساتھ) خلیفہ برحق تھے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد لوگوں کی بزدلی اور گھبراہٹ کے وقت آپ ثابت قدم رہے اور لوگوں کو بھی اپنا پیرو بنا کر اُن کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیا، اگرچہ آپ کی آواز پَست تھی لیکن آپ کا تَفوّق (غلبہ) سب سے بڑھا ہوا تھا۔ آپ کا کلام باوقار تھا، اور گفتگو با صَواب (برحق)۔ آپ کی خاموشی طویل اور قول بَلیغ تھا۔ آپ عمل میں سب سے بزرگ، معاملات میں واقف کار اور شُجاع (بہادر) ترین انسان تھے، خدا کی قسم آپ مومنین کے سردار تھے لوگوں کے اِرتداد کے وقت آپ آگے بڑھے اور اُن کو اِرتداد سے بچا لیا اور اُن کی پُشت و پناہ (محافظ) بن گئے۔ اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آپ بمنزلہ باپ کے تھے شفیق و مہربان اور اَہلِ دین بمنزلہ اَولاد کے ہوئے جن کی فَرو گُذاشتوں (کوتاہیوں) کی آپ نے نِگہداشت (نگہبانی) کی اور جو کچھ وہ نہ جانتے تھے، اُن کو سکھایا، اُن کی عاجزی کے وقت آپ نے جانبازی اور ثابت قدمی دکھائی، فریادیوں کی فریاد کو پہنچے۔ وہ اپنی رہنمائی کیلئے آپ کے پاس آئے اور آپ نے خدا کی مہربانی سے اُن کو کامیاب بنایا، آپ کی شُجاعت، تہوار اور اُولوالعَزمی (جرات مندی) کا صدقہ اُن کو وہ کچھ ملا جس کا اُن کو وَہم و گمان تک بھی نہ تھا (یعنی سلطنت روم و ایران کا قبضہ)۔ کافروں کے حق میں آپ بَرقِ سوزاں (چمک دار بجلی) سے کم نہ تھے اور مومنین کیلئے بارانِ رحمت سے زیادہ تھے، آپ اُس پہاڑ کی مانند تھے، جس کو نہ تو زمانے کے شَدائد (سختیاں) ہلا سکتے تھے اور نہ تیز و تُند ہوا کے طوفان جُنبش (حرکت) دے سکتے تھے اگرچہ آپ بدن کے ناتواں (کمزور) تھے مگر آپ کا دل سب سے زیادہ قوی اور دلیر تھا۔ نہ تو آپ کی دلیل کو شِکست ہوئی، نہ آپ نے بُزدلی دکھائی اور نہ آپ کا دل راہِ راست سے بھٹکا، آپ کے مال نے آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ نفع پہنچایا جس کیلئے وہ ہمیشہ آپ کے احسان کا تذکرہ کرتے رہتے تھے اور جس کا اجرِ عظیم خدا تعالیٰ آپ کو مرحمت فرمائیگا، اگرچہ آپ اپنے آپ کو ہمیشہ ناچیز تصوّر کرتے رہے،

لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک اور اُس کے رسول ﷺ کی نظروں میں نیز تمام لوگوں کی نگاہوں میں سب سے زیادہ گرامی قدر رہے اور ہم سب سے فضائل میں بازی جیت لی، آپ کی نسبت کسی کو طعن کا موقع نہ ملا، کیونکہ آپ نے کبھی کسی کی بے جا رعایت نہیں کی، اِس لئے لوگوں کے دلوں میں آپ کا جلال اور رُعب و وقار قائم تھا، کمزور آپ کے نزدیک قوی تھا، جب تک کہ اس کا حق نہ لے لیتے تھے آپ کا سب سے زیادہ مقرب وہی تھا جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار تھا آپ کی رائے میں دانائی اور اُولوالعزمی پائی جاتی تھی اور اُسکے طفیل آپ نے باطل کو شکست دیگر فنا اور مشکلات کا راستہ صاف کر دیا اور آپ کی وجہ سے اسلام قوّی (طاقتور) بن گیا اور مسلمان مضبوط ہو گئے اگر چہ آپ کی وفات نے ہماری کمر توڑ دی لیکن آپ کی شان ہماری آہ بکاء سے اَرفع (بلند) ہے لیکن سوائے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کے اور کیا کہہ سکتے ہیں اور بجز اِس کے کہ رضائے الٰہی پر رضامند رہیں اور کچھ نہیں کر سکتے، خدا تعالیٰ کے حکم کو مان کر صبر کرتے ہیں۔ بخدا حضور سرورِ عالم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی وفات سے بڑھ کر اور کوئی مصیبت نہ آئے گی۔ آپ اسلام کی عزّت اور مسلمانوں کیلئے ملجا و ماویٰ تھے اُس کی جزاء میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو اپنے رسولِ کریم ﷺ سے ملائے اور ہمیں آپ کے بعد گمراہ نہ کرے۔ اَخیر میں ہم پھر إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہتے ہیں۔

حاضرین نے نہایت سکون اور خاموشی سے اُس خطبہ کو سنا اور اِس قدر روئے کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

مختلف فضائل

مرید نبی: جو سب سے پہلے دین اسلام میں داخل ہوئے اور نبی کریم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دست شفقت پر بیعت کی۔

(ناسخ التواریخ، ج۲، ص۵۷۳)

مُقتدائے علی: جن کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازیں پڑھیں۔[۷۱]

بیعت علی: جن کے مبارک ہاتھوں پر نبی کریم ﷺ کی رِحلَت (وفات) کے بعد علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔[۷۲] (احتجاج طبرسی، ص۵۴)

افضل اُمّت: جن کے متعلق حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔[۷۳] (احتجاج طبرسی، ص۲۴۷، ایضاً، ص۲۴۸)

صِدق وصَفا: جن کا ذکر نبی کریم ﷺ اکثر صحابہ کی مجلس میں فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے تم سے نماز اور روزہ زیادہ ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی بلکہ اُن کے صِدق وصفا قلبی کی وجہ سے اُن کی عزّت اور وقار بڑھ گیا۔[۷۴]

لقب: جن کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جَبل حرا پر تھے تو پہاڑ نے جُنبش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی (یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ) دوسرا صدّیق (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) تیسرا شہید (یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہیں۔[۷۵] (احتجاج طبرسی، ص۱۱۶)

---

۷۱) (احتجاج طبرسی، ص۶۰، مطبوعہ نجف اشرف) (حق الیقین، ص۲۲۱، مطبوعہ تہران) (ضمیمہ ترجمہ مقبول، ص۱۴۱۵، مطبوعہ لاہور) (جلاء العیون، ص۱۵۰، مطبوعہ تہران)

۷۲) (الإحتجاج (الطبرسي، أبو منصور) ۸۱، مطابع النعمان النجف الأشرف حسن الشيخ إبراهيم الكتبي سنة الطبع م)

۷۳) (الإحتجاج (الطبرسي، أبو منصور) ۸۲، مطابع النعمان النجف الأشرف حسن الشيخ إبراهيم الكتبي سنة الطبع م)

۷۴) (مجالس المؤمنين، ص۹۰، مطبوعہ تہران)

۷۵) (الإحتجاج (الطبرسي، أبو منصور) ۸۲، مطابع النعمان النجف الأشرف حسن الشيخ إبراهيم الكتبي سنة الطبع م)

فرمان امام جعفر: جن کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا: گویا میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصارِ مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں، تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اُن کو دیکھ رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ! مجھے بھی دکھا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو اپنے دستِ مبارک سے مَس فرمایا تو اُن (یعنی ابو بکر صدّیق) کو تمام مَنظر نظر آنے لگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انت الصدیق تو صدّیق ہے۔[٧٦] (تفسیر قمی، ص۲۶۶)

فرمان امام محمد باقر: کسی شخص نے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تلوار کو چاندی سے مُرصّع کرنے کے متعلق دریافت کیا تو امام نے فرمایا: بہتر ہے کیونکہ ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو مُرصّع کیا تھا۔ راوی کہنے لگا آپ اُن کو صدّیق کہتے ہیں؟ امام غضبناک ہو کر اپنے مقام سے اُٹھے اور کہنے لگے: نعم الصديق، نعم الصديق، نعم الصديق، (ہاں وہ صدّیق ہیں، ہاں وہ صدّیق ہیں، ہاں وہ صدّیق ہیں)۔ جو اُن کو صدّیق نہ کہے خدا اُس کو دنیا اور آخر میں جھوٹا کرے۔[٧٧] (کشف الغمہ فی معرفت الائمہ، مطبوعہ تهران، ص۲۲۰)

خلیفہ اول: جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی اپنی اَزواجِ مُطہّرات حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا بنتِ صدّیق اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بِنتِ فاروق کو فرمادیا تھا کہ میرے بعد عائشہ کا باپ (یعنی ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالی عنہ) خلیفہ ہو گا اور اُن کے بعد حفصہ کا باپ (یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) ۔[٧٨]

(ترجمہ مقبول، ص۱۷، تفسیر قمی، ص۶۷۸)

رفیق حجرت: جن کے متعلق مولا کریم عزوجل نے شبِ ہجرت پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ حضرت علی کو بستر پر لٹادو اور ابو بکر صدّیق کو ساتھ لے جاؤ۔[٧٩]

قرب خاص: جن کے متعلق شب ہجرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر! بیشک اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور خدا نے تیرے ظاہری جواب کو باطن کے مطابق پایا۔ خدا تعالیٰ نے تجھے مجھ سے بمنزلہ کان، آنکھ اور سر کے بنایا ہے جس طرح روح بدن کیلئے ہوتی ہے۔ علی کی طرح کیونکہ وہ بھی مجھ سے اِسی طرح قریب ہے۔[٨٠]

یارِ غار: جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ ہجرت سواری کے علاوہ اپنے کاندھوں پر اُٹھا کر غارِ ثور تک پہنچایا۔ جن کا فرزندِ اَرجُمند تین دن تک غارِ ثور میں اپنے گھر سے کھانا پہنچاتا رہا۔[٨١]

---

٧٦)(اسم الكتاب: تفسير القمي المؤلف: القمي، علي بن ابراهيم الجزء ج۱ , ناشر: دار الكتاب مكان چاپ: قم سال چاپ ج٤)

٧٧)(كشف الغمة ج۲، دار الاضواء بيروت لبنان)

٧٨)(تفسير القمي المؤلف: القمي، علي بن ابراهيم ج۲, ناشر: دار الكتاب مكان چاپ: قم سال چاپ ج٤)

٧٩)(آثار حیدری، ص۳۰، مطبوعه لاہور)

٨٠)(تفسیر حسن العسکری، ص۹، مطبوعه تهران)

٨١)(حملہ حیدری، ص۵۰، مطبوعه تهران)

اوّلیت معیار خلافت: جن کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنے کیلئے صحابہ نے منتخب فرمایا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ صدّیقِ اکبر (رضی اللہ عنہ) زندگی میں اور بعد از وصال حضور ہی ہمارے امام ہیں۔ لہٰذا دس دس حضرات نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنازہ پڑھا حتیٰ کہ تمام فرشتوں اور تمام مہاجرین و انصار خورد و بزرگ (ادنیٰ اور اعلیٰ) مَرد و زن اَہلِ مدینہ و اَہلِ اطرافِ مدینہ تمام نے نماز جنازہ پڑھی۔[۸۲]

نکاح فاطمہ: جن کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کیلئے جہیز خریدنے پر مُقرّر فرمایا۔ ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیّت میں چند صحابہ کو بازار میں بھیجا جن میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشبو خریدنے کیلئے مُقرّر فرمایا۔ عمار بن یاسر اور دیگر صحابہ دوسرا سامان خریدتے تھے۔ جب سامان خرید چکے تو کچھ اَسباب ابو بکر نے اُٹھایا اور باقی سامان دیگر صحابہ نے اُٹھایا۔ جب حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک چیز کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور ملاحظہ فرماتے اور دعا کرتے کہ خداوند یہ چیزیں میری بیٹی فاطمہ کیلئے قبول فرما۔[۸۳]

آخری گزارش: چند فضائل سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کئے گئے ہیں
بالاستیعاب (مکمل طور پر) ذکر کئے جائیں تو دَفاتِر (جلدیں) ہو جائیں۔ اَہلِ فہم کیلئے اتنا ہی کافی ہیں۔

وما علينا البلاغ

وصلى الله على حبيبه الكريم الأمين وعلى آله وأصحابه اجمعين

فقط والسّلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرلَہ

بھاول پور۔پاکستان

۱۷ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ

۸۲)(الكافي للكليني، أبواب التاريخ، باب مولد النبي صلى الله عليه وآله ووفاته ﷺ، دار الكتب الاسلامية مرتضى آخوندي تهران)
(حیات القلوب بمطبور لمنورج ۲ ص ۸۲۶)(جلاء العیون، ص ۷۸، مطبوعہ تہران)

۸۳)(بحار الأنوار – للمجلسي، باب تزويجها صلوات الله عليها، مؤسسة الوفاء بيروت، لبنان)